کاروانِ امن

پاکستانی عوام سے یورپ کے جید علماء کا اظہارِ یکجہتی

ایک جذبہ ایک پیغام

کاروانِ امن ایک مہم ہے جو بین الاقوامی اسلامی تنظیموں نے دنیا بھر کے مسلمان اہل علم کے تعاون سے شروع کر رکھی ہے۔ ان سب میں پاکستان کے لیے ایک گہری فکرمندی اور اس سے ایک خاص تعلق موجود ہے۔

کاروانِ امن کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا بین الاقوامی سلسلہ یک جہتی تشکیل دیا جائے جو پاکستان کے ان اداروں، افراد اور مسلمان اہل علم کی تائید کرے جو دہشت گردی کے خطرے سے نبرد آزما ہیں اور سب کے لیے امن تحفظ اور انصاف پر مبنی معاشرے کی تعمیر کے خواہاں ہیں۔ کاروانِ امن اس بات کا قائل ہے کہ امت مسلمہ کے لیے وہ وقت آ گیا ہے کہ وہ تشدد پسندی کی تخریبی قوتوں کے خلاف پاکستان کے عوام کے شانہ بہ شانہ کھڑی ہو۔ ہم کسی مقامی یا غیر ملکی حکومت کے نمائندے نہیں ہیں۔ ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان کے بہتر مستقبل اور اس کی فلاح و بہبود کے نقطہ نظر سے کیا جا رہا ہے۔

کاروانِ امن اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ سچا علم اور حقیقی مسلمان علماء امن کی سب سے بڑی قوت اور دہشت گردی کے خلاف سب سے بڑی روک ہیں۔ آئندہ چند ماہ کے دوران کاروانِ امن پاکستان کے عوام سے رابطہ کرے گی۔ اس غرض سے بین الاقوامی شہرت کے علماء کے دورے کروائے جائیں گے ذرائع ابلاغ میں مذاکرے ہوں گے، کھلے خط شائع کیے جائیں گے اور SMS پیغامات کی قومی مہم چلائی جائے گی۔

مفتی اعظم ڈاکٹر مصطفیٰ چیرک

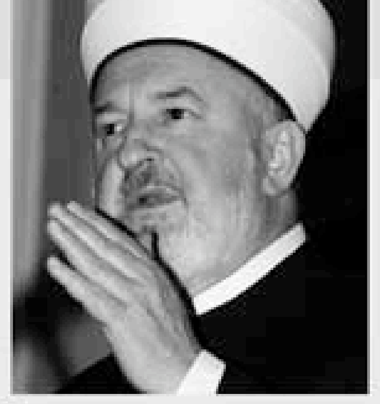

مفتی اعظم ڈاکٹر مصطفیٰ چیرک اسلام کی ایک رہبر شخصیت اور یورپ میں اسلام پر ایک رہنما اور مستند حوالہ ہیں۔ وہ ۱۹۹۳ء میں بوسنیا ہرزیگوینا کے مفتی اعظم بنے۔ مسلم دنیا میں بین المذاہب کے حوالے سے ہونیوالے کام کے بارے میں انکی ایک بے باک آواز ہے اور انہیں موجودہ دور کے موثر ترین مسلمان رہنماؤں میں جانا جاتا ہے جو اسلام اور مغرب کے درمیان پائی جانے والی نام نہاد خلیج کو پاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

۲۰۰۶ء میں مفتی اعظم چیرک نے یورپی یونین کے نام "یورپی مسلمانوں کا اعلامیہ" جاری کیا جس میں یہ کہا گیا کہ یورپی مسلمان قانون کی مشترکہ اقدار، برداشت، جمہوریت اور انسانی حقوق، اور زندگی، عقیدے، آزادی، ملکیت اور باہمی عزت و حرمت کی قدر و قیمت جیسے اصولوں کی پاسداری کیلیے وقف ہیں۔ مئی ۲۰۰۹ء میں مفتی اعظم چیرک نے ممکنہ شدید مظاہروں کی دھمکیوں کے باوجود سربیا کا دورہ کیا اور ٹوٹن کے قصبے میں ایک خطبہ دیا جس میں بوسنیائی اور سربیائی مسلمانوں کو ایک وجود کی طرح یکجا ہونے کی ضرورت پر زور دیا۔ مفتی اعظم چیرک نے خود کو ایک عالمگیر مقصد سے وابستہ کر رکھا ہے جس کا محور معاشرتی ناانصافیوں پر مکالمے کے ذریعے مذہبی رواداری اور احترامِ آدم کی ترویج ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز خدائے بخشندہ و مہربان کے نام سے اور درود و سلام نبی آخر سیدنا محمدؐ پر، ان کے آل و اصحاب پر، اور ان کا اتباع کرنے والوں پر، الیٰ یوم القیامۃ۔

پاکستانی بھائیو اور بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ تحریر ہے ان مسلمانوں کی طرف سے جو ایک اور براعظم میں، آپ سے دور زندگی گذار رہے ہیں لیکن آپ ان کے دلوں کے بہت قریب ہیں۔ قرآن مجید کا فرمان ہے: "انما المؤمنون اِخوۃٌ" (مسلمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں) اور ساتھ ہی یہ فرمایا گیا "سو اپنے بھائیوں میں صلح و آشتی کے لیے کوشاں رہو"۔ حدیث مبارکہ کی تلقین یہ ہے کہ "ایک دوسرے کے لیے محبت، مہربانی اور ہمدردی میں ایمان والے ایسے ہوتے ہیں جیسے ایک جسم۔ کوئی عضو مبتلائے درد ہو تو سارا بدن بخار اور جاگنے میں اس کا شریک ہوتا ہے"۔ (بخاری، مسلم)

سو اگر ہم آپ کی موجودہ مشکلات کے بارے آپ کو کچھ لکھ رہے ہیں تو یہ کوئی کار بے مصرف نہیں ہے۔ یہ ایک ذمہ داری ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقرر کی ہے۔

ہمارے ہاں، یورپ میں مسلمانوں کو کتنے ہی مسائل کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں ہماری آبادیاں، بالخصوص بلقان کے مسلمان باشندے، جنگ کی لپیٹ میں آئے، فنا کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ جہاں دفاع کرنا ضروری تھا ہم نے جنگ کی، جہاں ضرورت ہوئی ہم مذاکرات کرتے رہے کہ ہر وہ معاملہ جس میں ہمیں کامیابی ہوئی وہ کامیاب اس لیے تھا کہ اولاً، خداوند تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ثانیاً اس لیے کہ بطور مسلمان ہم متحد رہے۔ مغرب میں مسلمانوں کی نئی بستیوں میں کتنے ہی مکتب فکر ہیں۔ ان میں باہمی اختلافات ہیں۔ ہمارے لیے یہ سیکھنا ضروری ہے کہ کثرت میں وحدت کیونکر تلاش کی جاتی ہے، اسے کیسے اپنایا جاتا ہے اور مشترکہ مفاد کے لیے مشترکہ بنیاد پر قائم رہنا کیوں ضروری ہے۔ ہمارے گلّے کو بھیڑیئے گھیر رہے ہیں اور اس تاک میں ہیں کہ ہم میں پھوٹ پڑ جائے۔ اگر ایسا ہوا تو وہ یقیناً ہم پر جھپٹیں گے اور ہمیں نگل جائیں گے۔

یورپ میں اگرچہ ایسا کوئی فوری خطرہ نظر نہیں آتا کہ ہمیں مٹانے کو کوشش کی جائے لیکن ان انتہا پسند تحریکوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو ہمارے لیے تصادم کا خطرہ بن سکتی ہیں، جو ہمارے حقوق اور اختیار کم کرنے کے درپے ہیں اور جو ہمارے بارے میں نفرت پھیلاتی ہیں۔ اس حوالے سے بھی ہمارا تلخ تجربہ یہ بتاتا ہے آپس میں لڑنے سے ہمارے دشمن کے عزائم کی تکمیل ہوتی ہے۔ ہم میں جو بھی باہمی اختلاف رائے ہو، ہم یہ جانتے ہیں کہ ہمیں کسی صورت لڑائی جھگڑے اور باہمی عناد کا شکار نہیں ہونا۔ اگر ہم اکٹھے ہو کر دنیا کا سامنا کریں گے تو مسلمان پھلیں پھولیں گے اور لوگ اسلام کے پیغام امن کی طرف راغب ہوں گے اس کا احترام کریں گے۔ اگر ہم ہمیشہ ایک دوسرے سے مصروف پیکار رہے تو ہمارا معاشرہ مرجھا جائے گا اور اس کی طرف دعوت دینے کا عمل ایک شدید زوال کی زد میں آ جائے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ سب باتیں درست ہیں۔ ہم نے یہ تجربے سے سیکھا ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے پر حملے کریں گے تو کمزور ہو جائیں گے۔ متحد رہیں گے تو خوشحالی کا منہ دیکھیں گے۔ رسول خداؐ نے ہمیں متحد رہنے کی نصیحت کی تھی۔ اس میں پوشیدہ حکمت کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے۔ آخرالامر، دستِ قدرت "جماعت" کے ساتھ ہوتا ہے (الحاکم کی روایت کے مطابق)۔ اپنے اس تجربے کی روشنی میں ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اسلامی بھائی چارے کے گہرے جذبے سے آپ سے عرض کریں کہ ایک مضبوط، متحد اور ہم آہنگ مسلمان قوم کے طور پر پاکستان کا وجود کتنا ضروری ہے۔

پاکستان کی تشکیل مسلمانوں کی ایک ایسی ریاست کے طور پر ہوئی تھی۔ جہاں وہ محفوظ ہوں، ترقی کریں اور ایک ایسے معاشرے کی تعمیر کریں جو رحمت اور عدل کی اسلامی اقدار کی عکاسی کرے۔ اسے دنیا کے لیے ایک مثال بننا تھا، سچی توحید کی قوت کو آشکار کرنا تھا کہ عالمِ انسانیت مفلسی اور ظلم کے شکنجے سے آزاد ہو سکے۔ اس کی بنیاد اسلام کے شاندار ماضی کی قابلِ فخر یادوں پر رکھی گئی تھی یعنی اس کی عظیم الشان سلطنتیں اور متنوع ثقافتیں، اس کے متعدد اسالیب حمد و مناجات اور سب کے ایک سچے خالق اور مالک کے علَم نیچے انسانیت کی بہبود اور نشو و نما۔

آپ کے ملک میں رونما ہونے والے حالیہ واقعات کو دیکھ کر ہمیں جو تشویش ہوتی ہے اسے کم نہ جانیے۔ ہم یورپ کے مسلمان کئی ملکوں کے پاسپورٹ رکھتے ہیں لیکن ہمارے دل پاکستان کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ آپ کی تکلیف ہم سب کو دکھی کر دیتی ہے۔ ایک شاندار مستقبل کے لیے آپ کی امیدیں ہمیں آپ کے لیے پرامید بنا دیتی ہیں۔ یاد رکھیے گا کہ آپ اکیلے نہیں ہیں۔ لاکھوں مسلمانوں کی نگاہیں آپ کی جانب اٹھتی ہیں، دل آپ کی طرف جھکتے ہیں اور ہم ہمیشہ آپ کی کامیابی کے لیے دعاگو رہتے ہیں۔

مسجدوں اور بازاروں پر بم پھینکنا، بے گناہ شہریوں کو ہلاک کرنا، سکولوں کو نشانہ بنانا اور خودکش حملے کرنا مکروہ اور قابل نفرت حرکتیں ہیں، احکاماتِ شریعت کے خلاف ہیں، روحِ اسلام کی نفی کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے لیے یہ بھی ناقابل قبول ہے کہ ڈرون حملوں اور اندھا دھند بمباری سے شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا جائے۔ "اضافی نقصان" collateral damage ایک گناہ اور انسانیت کے خلاف جرم ہے۔ ہم ان علمائے اسلام کے ہم نوا ہیں جو ان غیر شرعی اور ظالمانہ حرکتوں کے خلاف ہیں۔ ہم بیواؤں اور یتیموں کے لیے دعاگو ہیں جن کے پیارے ان حملوں میں اپنی جان ہار گئے۔ ہم ان لوگوں کے دست و بازو بننے کا وعدہ کرتے ہیں جو پاکستان کو دہشت گردی سے پاک دیکھنا چاہتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ پاکستان کو اندرونی اور بیرونی خطرات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ پاکستان اس خطے میں امن قائم کرنے کے لیے ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم غیر جانبدار اہل علم کے طور پر آپ سے مخاطب ہیں۔ ہم کسی حکومت، کسی ریاست کی بات نہیں کرتے۔ آپ کی خدمت میں یہ مراسلہ پیش کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اہل پاکستان یہ جان لیں کہ یورپ میں رہنے والے ان کے بھائی بہنوں نے انھیں بھلا نہیں دیا۔

"الدین نصیحۃ" (دین خیر خواہی کا نام ہے۔ بخاری و مسلم) اور سب سے اچھی نصیحت یہ ہے کہ ان اسلامی اقدار کی پاسداری کی جائے جن سے قدیم عرب متحد ہو کر ایک بن گئے، وہی عرب جنھیں اس سے پہلے قبائلی نفرتوں نے کیسی پستی میں پھینک رکھا تھا۔ مسلمانوں میں علاقائی رقابتیں نہ رہنا چاہیں، لسانی اور نسلی عناد نہیں ہونا چاہیے۔ ایسے سارے رویے جاہلیت کے قبیح ماضی کی باقیات ہیں۔ "لو انفقت مافی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم و لکن اللہ الف بینھم" (۸:۶۳) "دنیا جہاں کی دولت خرچ کر کے بھی تم ان کے دلوں کو ایک دوسرے سے مانوس نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن اللہ ہی ہے جس نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا"۔

وحدت اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اس انعام کا مستحق بننے کے لیے ہمیں بھی کچھ کرنا ہوگا۔ موجودہ بحران میں اس کے لیے ہمیں دو کام کرنا لازم ہیں۔ سب سے پہلے ظالمانہ قبائلی عصبیت سے نجات حاصل کی جائے یعنی علاقے، قبیلے، برادری یا طبقاتی فرق سے آزادی کہ یہ سب روّیے مشرکانہ نجاستیں ہیں، مسلمان کو بلکہ ہر مہذب روح کو ان سے پاک ہونا چاہیے۔ اس کے بعد ہمیں یہ سیکھنا ہے کہ فرقہ وارانہ اختلافات اور قرآن و سنت کی تعبیرات میں الگ الگ آراء کو باعث نزاع نہ بننے دیا جائے۔ ہمارے دشمن ہمیں ایک دوسرے سے لڑتے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس سچے اہل علم ان مسلمانوں کو دیکھ کر خوشی محسوس کرتے ہیں جن کے دل روشنی اور محبت سے معمور ہیں اور جو تعبیر کے شدید اختلافات کے باوجود دوسرے مسلمان کو گلے لگا سکتے ہیں۔

اہل دانش علماء اور اسلامی تاریخ کے طالب علم جانتے ہیں کہ مسلمان معاشروں کی ماہیت میں یہ چیز شامل ہے کہ اختلاف رائے کو برداشت کیا جائے۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات "متشابہ" (تفسیر میں مشکل) ہیں اور ہزاروں احادیث ایسی ہیں جن کو اس انداز میں معین کرنا مشکل ہے کہ ہر عالم اس سے متفق ہو جائے۔ یہ امور اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ شریعت میں اختلاف آراء کی گنجائش ہمیشہ رہے گی۔ ہمارے دین میں اختلاف رائے کو برداشت کرنا، دوسری رائے کا احترام کرنا اس شعبۂ علم میں سمیٹ دیا گیا ہے جسے "ادب الاختلاف" (اختلاف رائے کا سلیقہ) کہا جاتا ہے۔

آج کے دور میں نت نئے سوالات بہت سے اہل علم کو پریشان کیے ہوئے ہیں۔ اس بدلتی، تغیر کی زد میں آتی دنیا میں یہ مسائل بڑھتے جائیں گے۔ علماء ہر بات پر تو متفق نہیں ہوں گے سو مسلمان اہل علم کے طور پر ہمارا فریضہ ہے کہ اسلام کے اس قدیمی اصولِ احترام کی پاسداری کو یقینی بنایا جائے جس کے تحت اختلافِ رائے کا احترام سب کے لیے نافذالعمل معیار اور آدرش قرار پاتا ہے۔

ہمارا رہنما اصول رحمت اور درگذر ہونا چاہیے۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو "رحمۃ العالمین" (۲۱:۱۰۷) بنا کر بھیجا گیا۔ رحمت کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ دوسرے کی واقعی یا ممکنہ تکلیف کا احساس کیا جائے اور اس سے گہری ہم دلی اور ہم دردی محسوس ہو۔ دین کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ انسانی دکھ درد میں کمی ہو سکے۔ اس کا تقاضا ہے کہ ہم دوسروں کا دکھ بانٹیں، ان کو سہارا دیں۔

عدل اور احسان کے قرآنی اصول نظر سے کبھی اوجھل نہ ہونے دیجیے۔ دوسرے مسلمان فرقوں اور اختلافی آراء پر تنقید کرنے میں جو توانائی صرف کی جاتی ہے یہ ایک کارِ عبث ہے، وقت کا زیاں ہے۔ وہ کاوش اور توانائی جو بھوکوں کو کھانا کھلانے اور کمزوروں، ضعیفوں کی مدد اور خدمت میں صرف ہوتی ہے کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اپنی رائے دوسروں پر ٹھونسنے کے بجائے ہم اکٹھے ہو کر غریبوں کی مدد کریں، کمزوروں کی حمایت کریں، بیواؤں کو سہارا دیں بے گھروں کو چھت فراہم کریں اور ذہنی طور پر بیمار یا سماج کے دھتکارے ہوئے لوگوں کے لیے امید کی کرن ثابت ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے کہ انھیں زمرۂ مساکین میں اٹھایا جائے (النسائی)۔ آپؐ نے فرمایا "اے عائشہ، غریبوں سے محبت کرو، ان کو اپنے پاس آنے دیا کرو، اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے قریب کرے گا"۔ (بخاری)

وقت ہے کہ ہم اور آپ، "طریقِ رحمت" کو یاد کریں جو ہمارے آقا و مولا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے۔ ہمیں مل جل کر کوشش کرنا چاہیے بطور مسلمان اکٹھے ہو کر کاوش کرنا چاہیے کہ اس امت کی تعمیرِ نو ہو سکے جس میں آنحضرت کے دیئے ہوئے اخوت، غم گساری اور شفقت و مہربانی کے حسین تصورات ایک حقیقت میں ڈھل جاتے ہیں۔ یورپ کے مسلمانوں کی طرف سے ہم ایک بار پھر آپ سے کہنا چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں، آپ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ برادران اسلام، اللہ کے بندے بن کر، اس کے ساتھ رہیے، اللہ آپ کے ساتھ ہوگا۔ اور اللہ جس کے ساتھ ہو وہ ایسے معجزے دیکھتا ہے جو اللہ ہی کے دستِ قدرت میں ہیں۔ پاکستان کو پھر سے ایک خوشحال، قابلِ فخر اور پرامن قوم بنانے کے عظیم کام میں ہم آپ کے شریک ہیں اور ہر طرح آپ کی مدد کے لیے تیار ہیں۔

والسلام علیکم۔ واللہ اعلم۔ وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہٖ وسلم۔

دستخط کنندگان:

مفتی اعظم ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ چیرک، رئیس العلماء، مسلمانانِ بوسنیا ہرزیگووینا
مفتی اعظم نعیم ترنارا، رئیس العلماء، مسلمانانِ کوسوو
مفتی اعظم سلیم مقاج، رئیس العلماء، مسلمانانِ البانیہ
مفتی اعظم سلیمان رخشیپی، رئیس العلماء، مسلمانانِ مقدونیہ

ڈاکٹر منصور اسکور پرو، ہسپانیہ
شیخہ حلیمہ کراؤسن، جرمنی
شیخ عبد حسن عبدالحکیم ایٹن، برطانیہ
عبدالحکیم مراد، برطانیہ

مزید معلومات کیلئے: www.karvaan-e-amn.pk/ur

اشتراکِ عمل: اقبال اکادمی پاکستان